

اسلام اور سامانِ تعلّش

از: سید جلال الدین عمری حبّہ

۴

یہ ساری بحث خالص ریشم سے متعلق تھی۔ سوال یہ ہے کہ ریشم ملے ہوئے کپڑے کا استعمال کسی کپڑے میں ریشم ملا ہو تو کیا اس کا استعمال بھی مروتا کے لیے ناجائز ہے؟ سلف میں بعض حضرات کا مسلک یہ ہے کہ ریشم ملے ہوئے کپڑے کا استعمال بھی ممنوع ہے، لیکن جمہور کے نزدیک ریشم ملا ہوا کپڑا ناجائز نہیں ہے بلکہ اس مسئلے کو پوری طرح سمجھنے کے لیے حسب ذیل روایات پر غور کرنا ہوگا۔

حضرت برادر بن عازبؓ فرماتے ہیں :-

نہانا عن لبس الحریر والدياج رسول الله صلى الله عليه وسلم نے ریشم، دیاج، قس والقسی والا ستبرق ومیاش اور استبرق کے پہننے سے اور سواری پر ریشم کے سُرخ الحمیر کے گدے استعمال کرنے سے منع فرمایا۔

دیاج، باریک ریشم کو اور 'استبرق' موٹے ریشم کو کہا جاتا ہے۔ البتہ 'قس' کے بارے میں اختلاف ہے۔ حدیث میں چونکہ ریشم اور اس کی اقسام کا ذکر ہے اس لیے بظاہر یہ بھی ریشم ہی کی ایک قسم ہے۔ چنانچہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ 'قس' دراصل 'قز' تھا۔ عربی میں 'ز' کو 'س' سے

نوٹ: حنفی علماء میں شائع شدہ قسط (۳) شامل کی جائے۔

لہ فتح الباری ۲/۲۸۸۔ سنہ ۱۰۸۸ھ کتاب العباس، باب بشرۃ الحریر۔ مسلم کتاب العباس والبریۃ۔

بدل دیا گیا۔ قرآن معمولی ریشم کو کہا جاتا ہے۔ اس تشریح کی رو سے گویا حدیث میں ریشم اور اس کی مختلف اقسام سے منع کیا گیا ہے۔ امام نوویؒ لکھتے ہیں :

واما لبس الحریر والدیباج والقسی ریشم، دیباج اور قسی۔ یہ بھی ریشم ہی کی ایک قسم
وهو نوع الحریر فكله حرام علی ہے۔ تو یہ سب مردوں کے لیے حرام ہے، البتہ
الرجال..... واما النساء فیباح عورتوں کے لیے ریشم اور اس کی تمام
لبن لبس الحریر وجميع انواعہ اقسام کا لباس جائز ہے۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ قس، مصر کی ایک بستی کا نام ہے۔ یہاں ریشم ملا ہوا کپڑا تیار ہوتا تھا۔ اسی کو قسی کہا جاتا تھا۔ اس کی تائید حضرت علیؓ کے ایک بیان سے ہوتی ہے،
اس لیے اسے اس کی مستند تعریف کہا جاسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے 'قسی' کے پہننے اور سواری پر میاثر کے استعمال کرنے سے منع فرمایا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ قسی کیا ہے؟ تو جواب دیا۔

یتاب التتامن الشام ومصر قسی ان کپڑوں کو کہا جاتا تھا جو شام یا مصر سے
مصلقة فیہا من حریر و فیہا (مسلم کی روایت میں ہے کہ شام اور مصر سے) آتے
امثال الاترنج لے تھے ان کے عرض میں ریشم کی میڑملاہاریاں (ترنج
کی دھاریوں کی طرح ہوتی تھیں۔

۱۔ نووی شرح مسلم ۳۲/۱۳۔ ۲۔ میاثر کے بارے میں فرماتے ہیں: والہیثوثۃ کانت النساء
تصنعہ لبعولہن مثل القطائف یضعونہا۔ یعنی میاثر اس گدے کو کہا جاتا تھا جسے عورتیں اپنے شوہروں
کے واسطے لکھا دے پر بچانے کے لیے تیار کرتی تھیں۔ یشربیح بخاری، کتاب اللباس، باب لبس القسی میں تعلیقاً
آئی ہے کہ اسے لبس القسی والذین میں سند کے ساتھ مروی ہے جس طرح ریشم کے فرش پر بیٹھنے سے منع کیا گیا
ہے گویا اسی طرح یہاں سواری پر ریشم کے نہرے استعمال کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ اگر وہ
سرخ رنگ کچھ ہوں تو احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ممانعت مستند نہ ہوگی۔ لیکن اگر یہ نہرے ریشم کے
(باقی صفحہ ۷۱ پر)

اس سے بظاہر اس خیال کی تائید ہوتی ہے کہ کپڑے میں تھوڑا سا ریشم ہو تو بھی اس کا استعمال منوع ہے۔ لیکن بعض دوسرے دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ ریشم کا تھوڑا سا استعمال جائز ہے۔ اسے زیادہ سے زیادہ ناپسندیدہ کہا جاسکتا ہے۔

قسی کے بارے میں نیسری رائے یہ ہے کہ کتان کے کپڑے کو جس میں ریشم شامل ہوتا تھا قسی کہا جاتا تھا۔

یہ دونوں تشکیکیں اس لحاظ سے اہم ہیں کہ ان کی رو سے ریشم لے ہوئے کپڑے کی حرمت ثابت ہوتی ہے لیکن جبور کے نزدیک کپڑے میں ریشم کی مقدار کتان کی مقدار سے زیادہ ہو تو ناجائز ہے اور کم ہو تو جائز ہے۔

اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ حدیث سے ”خز“ کا جواز ثابت ہے اور بہت سے صحابہ و تابعین نے اسے استعمال کیا ہے۔ چنانچہ سعد و شکی کہتے

ہیں، میں نے بخاری میں ایک صاحب کو دیکھا وہ سفید خچر پر سوار تھے اور خز کا سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ انھوں نے بتایا کہ یہ عمامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے باندھا ہے۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۷)

ان کے مسرفانہ رویہ میں مشابہت پیدا ہوتی ہے۔ فتح الباری ۲۵۹/۱۰

(حاشیہ صفحہ ۶۷) اے کتان ایک پودے کا نام ہے اس سے بہت ملائم کپڑا بنتا ہے۔

سے پوری تفصیل کے لیے دیکھی جائے نووی: شرح مسلم ۳۲/۱۴۔ سہ ابو داؤد کتاب اللباس باب ما جاز فی الخمر حاقظ ابن حجر کہتے ہیں ”خز کے جواز کے سلسلے میں جو روایات آئی ہیں ان میں سب سے اعلیٰ یہ روایت ہے۔ فتح الباری ۲۵۹/۱۰ لیکن اس حدیث پر اس پہلو سے جرح کی گئی ہے کہ سعد و شکی

کے حالات معلوم نہیں ہیں۔ صرف یہی ایک روایت ان سے آئی ہے۔ اسی طرح جن صاحب کو انھوں نے

صحابی کہا ہے ان کے ہاں میں بھی کوئی تفصیل نہیں ملتی۔ نصب الراية ۲۳/۴۔ بعض لوگوں نے

ابن کتام ابو حاتم بتایا ہے۔ لیکن ان کی صحابیت کے بارے میں اختلاف ہے۔ نیل الماوطاء ۲/۲۷۲

امام ابو داؤد کہتے ہیں میں سے زیادہ صحابہؓ نے 'خز' استعمال کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے عمدہ سندوں کے ساتھ صحابہ و تابعین کی ایک بڑی تعداد کے بارے میں نقل کیا ہے کہ وہ خز پہنتے تھے۔

بعض لوگوں نے 'خز' کو بھی ریشم ہی کی ایک قسم سمجھا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ خز کے بارے میں تین راہیں پائی جاتی ہیں۔

۱۔ 'خز' کا تانا ریشم کا اور بانا کسی اور چیز کا ہوتا تھا۔

۲۔ 'خز' ریشم اور اون ملا کر بنا جاتا تھا۔

۳۔ 'خز' اصلاً خرگوش کے اون سے تیار ہوتا تھا لیکن چونکہ وہ نرم اور ملائم ہوتا تھا اس لئے ریشم ملے ہوئے کپڑے کو بھی 'خز' کہا جانے لگا، کیونکہ وہ بھی اسی کی طرح نرم ہوتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ 'خز' خالص ریشم کو بہر حال نہیں کہا جاتا تھا بلکہ مخلوط ریشم ہی کو خز کہا جاتا تھا، علامہ ابن اثیر کہتے ہیں:

'خز' ابتدا میں عام طور پر ان کپڑوں کے لیے بولا جاتا تھا جو اون اور ریشم سے بنے جاتے تھے۔ ان کا استعمال مباح ہے، صحابہ و تابعین نے انھیں پہنا ہے۔ بعض حدیثوں میں اس سے منع بھی کیا گیا ہے، تاکہ عجمیوں اور عیش پرست لوگوں سے مشابہت نہ پیدا ہو۔ اگر 'خز' کا مطلب خالص ریشم ہو اور آج کل اسی کو خز کہا جاتا ہے۔ تو یہ حرام ہے۔ اسی سلسلے میں یہ وعید آئی ہے: "یستحلون الخز والحزیر" (میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہونگے جو خز اور ریشم کو حلال کر لیں گے)۔

فتح الباری ۲۴۹/۱۰۔ علامہ ابن حجر نے پہلی رائے کو صحیح قرار دیا ہے۔ تیسری رائے کے بارے میں کہیں میں کہ اگر اسے صحیح مان لیا جائے تو خز کے جواز پر پوری دقت اس سے استدلال کیا جاسکتا ہے جبکہ یہ ثابت ہو جائے کہ صحابہ نے خز استعمال کیا تھا وہ ریشم ملا ہوا تھا۔ فتح الباری ۲۴۹/۱۰۔

علامہ ہامی میں یہ روایت اس طرح آئی ہے: لیكون من امتی اقوام یستحلون الحر والحریر

اس تحقیق کی رو سے مخر، دور صحابہ و تابعین میں اون ملے ہوئے ریشم کے کپڑے کو کہا جاتا تھا۔
خالص ریشم کے کپڑے کے لیے اس لفظ کا استعمال بند کا ہے۔ اسی وجہ سے جبور کے نزدیک ریشم
ملا ہوا کپڑا پہنا جاسکتا ہے۔ حرمت صرف خالص ریشم کے کپڑے کی ہے۔

ریشم ملے ہوئے کپڑے کے جواز پر جمہور نے حسب ذیل حدیث سے بھی استدلال کیا ہے حضرت
عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں :

انہا نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الثوب المصمت من الحریر
و سلم عن الثوب المصمت من الحریر سے منع فرمایا ہے جو خالص ریشم کا ہو۔ باقی ریشم
فاما لعلم من الحریر و مادی کے نقش و نگار یا ریشم کا نا اتواس میں کوئی حرج
الثوب فلا باس بہ۔ لہ

یہ حدیث مراحت کے ساتھ کہتی ہے کہ خالص ریشم ہی حرام ہے، مخلوط ریشم حرام نہیں
ہے (ایک خاص حد کے اندر ریشم کے گل بوٹے بھی ہو سکتے ہیں اور کپڑے کا نا یا ریشم کا ہو تو بھی کوئی حرج نہیں)

(باقی صفحہ کا ماشیم) والخمر والمعاف ذکاب الاثر بہ، باب اجار فی من لیس الخمر الخ شارح
حدیث نے مراحت کی ہے کہ اس میں مخر، نہیں بلکہ حر کا لفظ آیا ہے۔ حر، شرکاء کو کہا جاتا ہے۔ گویا
حدیث میں ان لوگوں کا ذکر نہیں ہے جو فخر استعمال کرتے ہیں بلکہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو زنا اور بدکاری
میں اس طرح مبتلا ہو جائیں گے جیسے وہ ان کے لیے حلال ہے۔ فتح الباری ۴/۱۰۔ حقیقت یہ ہے کہ
خر کی مانفت کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

لہ ابو داؤد کتاب اللباس، باب الرخعة فی العلم و خط الحریر۔ اس کے ایک راوی ضعیف
کے بارے میں امام ذہبی فرماتے ہیں : ضعیف غیر واحد من اهل العلم (ایک سے زیادہ اہل
علم نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ روایت طبرانی میں بھی ہے اس کی سند
حسن ہے ایک اور سلسلہ سند سے بھی یہ روایت طبرانی میں ہے۔ حاکم نے بھی اسی روایت کو تھوڑے
سے اختلاف کے ساتھ صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ فتح الباری ۴/۱۰

ابن عربی کہتے ہیں اس بات کی دلیل کہ صرف خالص ریشم ہی حرام ہے یہ ہے کہ سوتی (اور اونی) کپڑا تو پہننے کی صریح اجازت ہے۔ اگر اس میں ریشم اس طرح مخلوط ہو کہ اسے ریشم کی طرح نہ کہا جاسکے تو اسے بھی جائز ہونا چاہیئے۔

فقہاء کا مسلک | ریشم ملے ہوئے کپڑے کے بارے میں شوافع کے ہاں دو رائے ملتی ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ اگر کپڑے میں ریشم کا وزن مخلوط چیز سے کم ہو تو جائز اور اگر زیادہ ہو تو ناجائز ہے۔ اسی رائے کو ترمذی حاصل ہے دو سو رائے یہ کہ دیکھنے میں ریشم یا لگا ہو تو ناجائز ہو گا اور کم معلوم ہو تو جائز ہو گا۔ فقال نے اس رائے کو اختیار کیا ہے۔ ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں ریشم ملے ہوئے کپڑے میں یہ دیکھا جائے گا کہ ریشم غالب ہے یا نہیں۔ اگر ریشم کم ہے تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ ابن عبد البر کہتے ہیں۔ ابن حبان اور اہل علم کی ایک جماعت کا مسلک یہ ہے کہ خالص ریشم جس میں کوئی دوسری چیز شامل نہ ہو وہی حرام ہے۔ اگر ریشم تھوڑی مقدار میں ہو تو جائز ہے اس کے برعکس روئی کی مقدار تھوڑی ہو تو حرام ہے۔ اگر دونوں برابر کی مقدار میں ہوں تو اس کے جواز کی رائے بھی دی گئی ہے اور عدم جواز کی بھی۔ ابن عقیل کہتے ہیں کہ اس کی حرمت قرین قیاس ہے۔ اس لیے کہ آدھی مقدار کو زیادہ ہی کہا جائے گا۔ جبہ اور گدے وغیرہ کے اندر ریشم بھرا جائے تو قاضی کے نزدیک وہ حرام نہیں ہے۔ یہی امام شافعی کا مسلک ہے اس کی حرمت کی رائے بھی دی جاسکتی ہے۔ اس لیے کہ احادیث میں ریشم کے استعمال کی جو مانعت آئی ہے وہ بالکل عام ہے۔

فقہ حنفی میں کہا گیا ہے کہ کپڑے میں صرف تانا ریشم کا ہو اور بانا کسی اور چیز کا تو اس پر ریشم کے کپڑے کا طلاق نہیں ہوتا، اس لیے وہ جائز ہو گا۔ کپڑے میں اصل اہمیت بانے کی ہے اور اسی کا اعتبار کیا جائے گا۔

۱۔ فتح الباری ۱/۲۴۹۔ ۲۔ فتح الباری ۱/۲۴۸۔ ۳۔ ابن قدامہ: المغنی ۱/۶۲۶

۶۲۸ - ۴ - ۵۴۳/۴ - ۱۰

فروری ۱۹۶۹ء

۷۵

ریشم اگر تانے کی جگہ بانے میں استعمال کیا جائے اور وہ اتنا زیادہ ہو کہ کپڑا ریشم ہی کا معلوم ہونے لگے تو ناجائز ہو گا ورنہ ناجائز نہ ہو گا۔ کپڑے میں جو ریشم منتشر طور پر پایا جائے اسے جمع کر کے حساب نہیں کیا جائے گا۔

کپڑے پر ریشم کے نقش و نگار ہوں اور کوئی بھی نقش چار انگشت سے زیادہ نہ ہو تو اس کا استعمال جائز ہے۔ چاہے ان سب کو لانے سے وہ اس مقدار سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ ہاں اگر کپڑا ریشم ہی کا معلوم ہونے لگے تو ناجائز ہو گا۔ کپڑے اندر بھرتی کے لیے بھی ریشم کا استعمال جائز ہے۔

متاخرین میں امام شوکانی نے جہد کے مسلک سے اختلاف کیا ہے اور اس امام شوکانی کی رائے پر سخت تنقید کی ہے۔ ذیل میں ان کے دلائل کا خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے۔ ساتھ ہی ان کا فتوٰیٰ اساتذہ پر بھی کیا جائے گا۔

فرماتے ہیں سعد دشتی والی روایت میں ایک صحابی نے آخر کے عامہ کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ:

کسا ینہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ پہنایا۔

اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ اس کا پہننا جائز ہے۔ اس لیے کہ یہی الفاظ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ایک موقع پر استعمال کئے ہیں:

کسانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلة سیداء۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ریشم سے جوئے کپڑے کا جوڑا پہنایا۔

لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ پہنے دیکھا تو ناخوشی کا اظہار فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہم آگے چل کر بحث کر رہے ہیں۔ یہاں صرف یہ عرض کرنا

۱۔ رد المحتار علی اللہ ۳۱۳/۵۔ ۲۔ حوالہ سابق ص ۳۰۸۔ ۳۔ ۴۵۲/۲

ہے کہ کسافی، کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک سے خنز پھنایا اور یہ بھی کہ خنز پہننے کے لیے عطا فرمایا۔ لیکن زیرِ بحث روایت سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی کو خنز کا عامر باندھا۔ اسی بنیاد پر انھوں نے اسے جائز سمجھا اور مستقل اسے استعمال فرماتے رہے۔ ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ آپ کا منشا انھوں نے نہیں سمجھا۔ اس کے لیے کوئی مضبوط دلیل مہیونی چاہیے۔ اور یہاں ایسی کوئی دلیل نہیں ہے۔

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ایک تو یہ ضعیف ہے۔ دوسرے یہ کہ انھوں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالص ریشم سے منع فرمایا ہے۔ دوسرے صحابہؓ نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ آپ نے ریشم طے ہوئے کپڑے سے بھی منع فرمایا ہے۔ اس لیے اس اضافہ کے ساتھ ہی ریشم کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔

جیسا کہ اس سے پہلے گزر چکا یہ حدیث مختلف سندوں کے ساتھ آئی ہے۔ ان میں سے بعض کو محدثین نے 'حسن' اور 'صحیح' بھی قرار دیا ہے۔ اس لئے اس کے قابلِ استدلال ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں ہے، دوسری بات یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ یہ نہیں فرماتے ہیں کہ ریشم کے استعمال کے بارے میں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا، یا ان کی کیا معلومات ہیں بلکہ وہ اس سلسلہ میں شریعت کا حکم بیان کرتے ہیں کہ آپ نے چونکہ صرف خالص ریشم کے استعمال سے منع فرمایا تھا، اس لیے ریشم طے ہوئے کپڑے کے استعمال میں قیاحت نہیں ہے۔

۳۔ صحابہؓ کے عمل کے بارے میں فرماتے ہیں کسی مسئلہ میں بعض بلکہ بہت سے صحابہؓ کا عمل بھی کوئی اُجھٹ نہیں ہے۔ حجت تو ان کا اجماع ہے اور وہ کئی ان لوگوں کے نزدیک جو اسے حجت سمجھتے ہیں۔ مگر بعض صحابہؓ کا خنز استعمال کرنا اس کے حوازی دلیل ہے تو

خاص ریشم کا استعمال بھی جائز ہو گا۔ اس لیے کہ ابو داؤد کی روایت کے مطابق بیس صحابہ نے ریشم کا پکڑا پہنا ہے۔

صحابہ شریعت کے سب سے پہلے مخالف تھے۔ وہ شریعت کا منشاء بھی دوسروں سے بہتر طریقے سے سمجھتے تھے اور اس کی اتباع کا جذبہ بھی ان میں سب سے زیادہ تھا۔ اس لیے ان کے عمل یا اسوہ کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اگر ان کا عمل کسی حکم صریح کے خلاف مل رہا ہو تو بھی اکی توجیہ و تاویل کی جائے گی لیکن اگر کسی حکم کے ساتھ ان کا عمل بھی ہو تو اس سے اس کی مزید تائید اور توشیح ہوگی۔ یہاں یہی صورت ہے، ایک طرف تو روایت سے خزا کا جواز ثابت ہے۔ دوسری طرف صحابہ کے عمل سے اس کی تائید اور تصدیق ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف خالص ریشم کے استعمال سے احادیث میں صراحتاً منع کیا گیا ہے۔ اگر بعض صحابہ نے ریشم استعمال کیا تھا تو اس کی توجیہ کی جانی چاہیے اور فی الواقع کی گئی ہے۔ باقی رہا ان کے اجماع کے بارے میں امام شوکانی نے جو کہا ہے تو اسے ان کے تفردات میں شمار کرنا چاہیے۔ یہاں اس سے بحث نہیں ہے۔

۴۔ فرماتے ہیں بعض لوگوں نے اس سلسلہ میں اجماع کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ اجماع کوئی حجت نہیں ہے۔ اجماع کے بارے میں بہت سے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ کیا اس کا امکان ہے، کیا فی الواقع وہ ہوا بھی ہے؟ اور ہم تک نقل بھی ہو سچے؟ ان میں سے ہر سوال قابلِ غور ہے۔ پھر یہ کہ علامہ ابن دقیق العید نے اس سے اختلاف کیا ہے اس لیے اجماع کا دعویٰ یوں بھی صحیح نہیں ہے۔

اجماع کے بارے میں امام شوکانی نے جو کہا ہے۔ یہاں ہم اس سے تعرض نہیں کریں گے۔ البتہ علامہ ابن دقیق العید کے مقلد ان کا خیال صحیح نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں، حدیث صحیحہ ائمہ کیوں کے برابر ریشم کے استعمال کی اجازت ہے، اس پر اگر قیاس کیا جائے تو یہ کہا جائیگا کہ پورے پکڑے کے اندر جو ریشم ہو وہ اس مقدار سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔

اس سے بظاہر ان کو اختلاف نہیں ہے کہ ریشم ملا ہوا کپڑا پہنا جاسکتا ہے البتہ ریشم کتنی مقدار میں ہو اس کے بارے میں ان کی رائے یہ ہے کہ کپڑے کے چاروں طرف چار انگلیوں کی چوڑائی کے برابر گوٹ میں جتنا ریشم لگتا ہے وہ اس سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔

۵۔ فرماتے ہیں یہ بات بھی کوئی معنی نہیں رکھتی کہ یہ قول جمہور ہے۔ حق کو اشخاص سے نہیں دلائل سے پہچانا جاتا ہے۔

اس سلسلے میں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ جمہور کا قول بھی رد کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس کے خلاف کوئی مضبوط دلیل ہو۔ زیر بحث مسئلہ میں دلائل ان ہی کے حق میں ہیں۔

۶۔ فرماتے ہیں ان سب بحثوں سے قطع نظر خود اس میں اختلاف ہے کہ ذخرا کس کپڑے کو کہا جاتا ہے؟ اس میں کسی ایک کو اختیار کرنا اور دوسرے کو چھوڑ دینا صحیح نہیں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اختلاف بہت سے مسائل میں ہوتا ہے لیکن دلائل کی بنا پر کسی مذہبی پہلو کو ترجیح دی جاتی ہے، علامہ کا تقریباً اس پر اتفاق ہے کہ کم از کم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے دور میں ذخرا خاص ریشم کے کپڑے کو نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ ریشم ملے ہوئے کپڑے کو کہا جاتا تھا، اختلاف جو کچھ ہے وہ یہ ہے کہ ریشم کس چیز کے ساتھ شامل ہوتا تھا اس سے اصل مسئلے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

امام شوکانی نے اپنے دعوے کی تائید میں دو حدیثیں پیش کی ہیں:

۱۔ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ ریشم کا ایک جوڑا (حلتہ سیرا) بازار میں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ آپ اسے خرید لیں اور باہر سے جب دو فود آئیں یا جمعہ میں زیب تن فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: اسے تو وہ شخص پہنتا ہے جس کا اکھرت میں کوئی حقہ نہیں ہے۔

(۲) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم کا ایک جوڑا (حلتہ سیرا)

لے بخاری، کتاب اللباس، باب المحریر للنساء، کتاب اللباس والرفیقہ۔

مجھے بھجوا دیا۔ میں اسے پہن کر نکلا تو آپ کے چہرے پر عفتہ کے آثار دیکھے۔ آپ نے فرمایا، میں نے یہ اس لیے نہیں بھجوا دیا تھا کہ تم اسے پہنو بلکہ اس لیے بھجوا دیا تھا کہ عورتوں کے لیے اور خلیا بنوادو۔ چنانچہ میں نے اس کی اور حیناں بنوا دیں۔

یہ حکم سیرام، جس کا ذکر ان حدیثوں میں ہے اس کے بارے میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کس قسم کے کپڑے کا تھا۔ اہل لغت کا کہنا ہے کہ سیرام خالص ریشم کا نہیں ہوتا بلکہ ریشم کی دھاریاں اس میں ہوتی ہیں۔

امام شوکانی فرماتے ہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ریشم ملے ہوئے کپڑے کا استعمال صحیح نہیں ہے بلکہ

محدثین اس تحقیق کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک سیرام خالص ریشم کا ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں مختلف روایتوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ (علیہ سیرام خالص ریشم کے جوڑے کو بھی کہا گیا ہے اور ریشم ملے ہوئے جوڑے کو بھی۔ روایات سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ حضرت عمرؓ نے جس جوڑے کا ذکر کیا تھا وہ خالص ریشم کا تھا۔ البتہ حضرت علیؓ کو جو جوڑا بھجوا دیا تھا وہ مخلوط ریشم کا تھا۔ لیکن حضرت علیؓ کے لیے اسے بھی آپؐ نے پسند نہیں فرمایا۔ چنانچہ اسی سلسلے کی ایک روایت میں آتا ہے: لا لرضی لك الا مادضى لنفسی (میں تمہارے لیے ہی بات پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں)۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ریشم ملے ہوئے کپڑے کو آپؐ نے حرام نہیں قرار دیا، البتہ حضرت علیؓ کے لیے اسے پسند نہیں فرمایا:

عورتوں کے لیے ریشم کا استعمال بالاتفاق ریشم کی دوسری مصنوعات کا استعمال عورتوں کے لیے جائز ہے۔ کیا لباس کے علاوہ ریشم کی

لے بخاری کتاب اللباس، باب الحمریۃ للشارح، کتاب اللباس والزمینۃ۔ ملے تفصیل کے لیے دیکھی

جلد نیل الاوطار ۲/ ۳۵ فتح الباری ۱۰/ ۲۵۳-۲۵۴۔

اور چیزیں بھی وہ استعمال کر سکتی ہیں؟ اس سلسلہ میں ایک رائے یہ ہے کہ عورتوں کے لیے لباس کی طرح ریشم کی دوسری مصنوعات بھی جائز نہیں۔ اس کی دلیل یہ دی گئی ہے کہ جن حدیثوں میں ریشم کے استعمال سے منع کیا گیا ہے ان میں خطاب مردوں سے ہے تو تین اسمیں داخل نہیں ہیں۔ دوسری رائے یہ ہے کہ عورتوں کے لیے صرف ریشم کا لباس مباح ہے۔ ریشم کی اور مصنوعات کے سلسلے میں مردوں اور عورتوں کا ایک ہی حکم ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ اسلام نے عورتوں کو سونے چاندی کے زیور پہننے کی اجازت دی، اور دوسرے استعمالات سے جس طرح مردوں کو منع کیا اسی طرح عورتوں کو بھی منع کیا۔ اسی پر ریشم کو قیاس کرنا چاہیے۔ کیونکہ تینوں کا حکم ایک ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ریشم کا لباس تو عورتوں کے لیے جائز ہے اور مردوں کے لیے ناجائز ہے لیکن جہاں تک ریشم کے دوسرے استعمالات کا تعلق ہے اس میں دونوں صنفوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، دونوں کے لیے ایک ہی طرح کے احکام ہیں۔ بچوں کے لیے سونے چاندی سونے، چاندی اور ریشم کا استعمال کیا صرف بڑے آدمیوں ہی کے لیے ممنوع ہے یا نابالغ بچوں کو بھی ان کا استعمال کرنا منع ہے؟۔

شوافع کے نزدیک لڑکوں کو عید میں ریشم کے کپڑے پہنائے جاسکتے ہیں؟ عید کے علاوہ اور دنوں کے بارے میں تین رائیں ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ بچوں کے لیے ہر زمانہ میں ریشم کا استعمال جائز ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں یہی صحیح رائے ہے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ بچوں کے لیے بھی اس کا استعمال ناجائز ہے۔ تیسری رائے یہ ہے کہ بچوں کے سن تمیز کو پہنچنے کے بعد اس کا استعمال کرنا حرام ہے۔ اس سے پہلے استعمال کر لیا جاسکتا ہے۔

امام مالک کے نزدیک لڑکوں کو سونے کی کوئی چیز پہنانا مکروہ ہے۔ فرماتے ہیں مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔ اس لیے میں بڑوں اور چھوٹوں دونوں کے لیے اس کے استعمال کو ناپسند کرتا ہوں۔

فتح الباری ۲/۱۰ - ۲۴۷ - نووی شرح مسلم ۳۳/۱۲ - ۳۴ - مؤطا کتاب الباطح باب ما جاء فی لبس الثياب المصبغة والذهب۔

نقہ منبلی میں بچوں کو ریشم استعمال کرانے کے بارے میں دونوں طرح کی رائےیں پائی جاتی ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ بچوں کو ریشم کے کپڑے پہنانے جاسکتے ہیں۔ دوسری رائے یہ ہے کہ ان کو ریشم کا لباس پہنانا حرام ہے۔ ابن قدامہ منبلی نے اسی کو صحیح رائے قرار دیا ہے۔ ان کی ایک دلیل یہ ہے کہ مردوں کے لیے ریشم کو حرام ٹھہرایا گیا ہے۔ اس میں بچوں اور بڑوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے۔ اس لیے اس کی حرمت بھی دونوں ہی کے لیے ہے۔ دوسری دلیل صحابہ کا عمل ہے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ریشم کا لباس لڑکوں کے ملن پر سوتا تو ہم اسے اتار دیتے تھے۔ اور لڑکیاں پہنتیں تو تعرض نہ کرتے۔ حضرت حذیفہؓ ایک سفر سے واپس ہوئے تو دیکھا کہ ان کے بچے ریشم کی قمیصیں پہنے ہوئے ہیں انھوں نے لڑکوں کے بدن پر جو قمیصیں تھیں وہ پھاڑیں اور لڑکیوں کی قمیصوں کو چھوڑ دیا۔ عبدالرحمن بن زید کہتے ہیں کہ ہم چار پانچ آدمی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کا ایک بچہ ریشم کی قمیص پہن کر آیا تو انھوں نے اس سے پوچھا یہ قمیص تمھیں کس نے پہنائی ہے؟ اس نے جواب دیا: امی نے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اسے جاک کر دیا۔

فقہاء احناف نے لکھا ہے کہ کم سن لڑکوں کو بھی سونے چاندی کا زیور اور ریشم کا لباس پہنانا مکروہ ہے۔ اس لیے کہ نص (حدیث) نے سونے اور ریشم کو امت کے مردوں پر حرام قرار دیا ہے۔ اس میں بالغ اور نابالغ آزاد اور غلام کے درمیان فرق نہیں کیا ہے البتہ گناہ بچوں پر نہیں ہوگا بلکہ ان پر ہوگا جو اسے یہ چیزیں پہنائیں۔ علامہ ابن عابدین کہتے ہیں: بظاہر مرد اور عورت دونوں ہی کے لیے مکروہ ہے کہ بچہ کو سونا اور ریشم پہنائیں۔

بیشتر فقہاء کی یہی رائے ہے اور یہی رائے صحیح ہے کہ نابالغ لڑکے کو بھی سونا، چاندی اور ریشم نہ استعمال کرایا جائے نہ تربیت کے نقطہ نظر سے بھی یہی مناسب ہے کہ شروع ہی سے بچے کے دل میں شریعت کا احترام پیدا کیا جائے اور جہاں تک ہو سکے اسے اس کا پابند بنایا جائے۔ ●●